قدماء محدثین پر وضعِ حدیث کا اتہام

مولانا محمد اسحاق سلہٹی

مجوزین وضع حدیث کے دلائل اوران کے جوابات:......اب ہم ان فاسد العقیدہ کرامیہ اوران کے ہم نوا عہد حاضر کے اس ''محقق'' کے بے بنیاد دلائل نقل کرتے ہیں اور ہمارے علماء محدثین نے ان کے جو جوابات دے کر ان لوگوں کو ذلیل اور خوار کیا، وہ بیان کرتے ہیں۔

یہ مجوزین پہلی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ حدیث متواتر من کذب عليّ متعمداً کے بعض طرق میں لیضل الناس کی زیادتی ہے، جس کی طبرانی نے عمرو بن حدیث سے اورابونعیم نے حلیہ میں ابن مسعود سے تخریج کی ہے، اوروہ کہتے ہیں کہ قاعدہ ہے روایات مطلقہ کو روایات مقیدہ پر محمول کیا جاتا ہے، لہٰذا یہ وعید اس کے لئے ہے جو لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے وضع حدیث کرتا ہے، ہمارے لئے نہیں، کیونکہ ہم دین کے فائدہ کے لئے وضع کرتے ہیں۔

اس کا جواب محمد بن اسماعیل متوفی ۱۱۸۲ھ نے ''توضیح الافکار'' میں دیا ہے:

"إن قوله ليضل الناس مما اتفق الحفاظ على أنها زيادة ضعيفة مخالفة للثقات وضعّفه الحاكم من طريق يونس بن بكير عن الأعمش عن طلحة ابن مصرف عن عمرو بن شرحبيل عن ابن مسعود قال الحاكم :وهم يونس في موضعين، أحد هما: أنه إسقاط بين طلحة بن مصرف و عمر ورجلاوهو أبو عمار الثانى أنه وصله بذكر ابن مسعود وإنماهو مرسل .وعلىٰ تقدير قبول هذه الزيادة فلاتعلق لهم بها لأن لها وجهين صحيحين :أحدهما أن اللام في قوله:" ليضل " لام العاقبة من باب﴿ فالتقطه آل فرعون ليكون لهم عدواً وحزنا﴾وثانيهما: أنها للتاكيد ولا مفهوم لها من باب﴿ فمن اظلم ممن افترىٰ على الله كذباً باليضل الناس به﴾" (صفحه ٨٤)

لیضل الناس کی زیادتی باتفاق حفاظ حدیث ضعیف ہے اور تمام ثقات کی روایت کے خلاف ہے (کسی صحیح طریق میں یہ زیادتی نہیں ہے اور یونس عن اعمش عن طلحہ بن مصرف عن عمرو بن شرحبیل عن ابن مسعود کی سند کی جس سے یہ زیادتی مروی ہے، حاکم نے تضعیف کی ہے، اور کہا ہے کہ یونس کو دو جگہ پر وہم ہو گیا، ایک یہ کہ طلحہ بن مصرف اور عمرو کے درمیان ایک راوی ابو عمار ہے، اس کو ساقط کر دیا۔ دوسرے یہ کہ حضرت ابن مسعود کو ذکر کر کے اس کو موصول بنا دیا، حالانکہ یہ روایت مرسل ہے۔

اور اگر بالفرض ہم اس زیادت کو مان بھی لیں تب بھی اس سے ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا، کیونکہ اس کی دو صحیح توجیہیں کی جا سکتی ہیں، ایک یہ ہے کہ لیضل کا لام، لام عاقبت ہے (انجام بیان کرنے کے لئے) جیسے کہ آیت ﴿فالتقطه آل فرعون ليكون لهم عدوا وحزنا﴾ (یعنی جو وضع حدیث کرے گا، اس کا انجام یہ ہوگا کہ وہ لوگوں کو گمراہ کرے گا)

دوسری توجیہ یہ ہے کہ اس میں لام تاکید کے لئے ہے، جیسا کہ اللہ کے فرمان ﴿فمن اظلم ممن افترى على الله كذباً ليضل الناس به﴾ (اللہ تعالیٰ پر افترا بہر حال حرام ہے، چاہے گمراہی کا سبب و موجب ہو یا نہ ہو)

لہٰذا لیضل کی زیادتی سے کرامیہ اور ان کے ہمنوا عہد حاضر کے اس محقق کو استدلال کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

دوسری دلیل یہ پیش کی کہ من كذب عليّ...... کے معنی یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر یا مجنون کہا جائے اور حضرت ابو امامہ کی مذکورہ ذیل حدیث سے استدلال کیا:

عن أبي أمامة أنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من كذب عليّ متعمدًا فليتبوأ مقعده بين عيني جهنم،قالوا: يا رسول الله، نحدث عنك حديثًا نزيد وننقصه . قال: ليس أعنيكم أنها أعني الذى كذب عليّ متحدثا يطلب به شين الإسلام".

(أخرجه الطبراني في الكبير و ابن مردويه)(توضيح الافكار صفحه: ۸۵)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ بالا حدیث کو بیان کرنے کے بعد صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم تو آپ کی احادیث بیان کرتے ہیں اور اس میں کچھ نہ کچھ کمی بیشی ہو جاتی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے تم لوگ مراد نہیں ہو، بلکہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو از خود حدیثیں گھڑتا ہو اور اسلام کو بدنام کرنا چاہتا ہو۔ اس روایت کی طبرانی نے معجم کبیر میں تخریج کی ہے اور ابن مردویہ نے بھی۔

وجوابه ماقال الحاكم: أنه حديث باطل فيه محمد بن الفضل بن عطية العوفي، واتفقوا على تكذيبه كان يضيع الحديث. (توضيح الافكار صفحه: ۸۵)

اس حدیث کا جواب بھی حاکم نے دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث سراسر باطل ہے، اس میں ایک راوی محمد بن فضل بن عطیہ ہے اور اس کی تکذیب پر تمام حفاظ متفق ہیں، اس لئے کہ یہ حدیثیں وضع کیا کرتا تھا۔

لہٰذا ایک ایسی حدیث جس کی سند میں ایک وضاع حدیث اور کذاب راوی ہو، ہرگز قابل استدلال نہیں ہوسکتی۔

تیسری دلیل یہ پیش کی ہے کہ حدیث مشہور میں من کذب علیّ آیا ہے اور علی ضرر کے لئے آتا ہے، لہٰذا اگر فائدہ کے لئے وضع حدیث کی جائے تو فائدہ ہوگا اور ترغیب وترہیب میں فائدہ ہی ہے نقصان نہیں ہے، لہٰذا ترغیب وترہیب کے لئے وضع حدیث جائز ہونی چاہئے اور مفکر موصوف نے بھی اس استدلال پر صفحہ ۱۳، صفحہ ۱۴ قسط پنجم فکر ونظر میں نقل کیا ہے، لیکن بڑے افسوس کا مقام ہے کہ وہ امام نوویؒ کے مذکورہ بالا سوال جواب کو نقل نہیں کرتے، اور الٹا إن هذا كذب له لا عليه کو امام نووی کا قول بتادیتے ہیں۔ سبحانك هذا بهتان عظيم

محمد بن اسماعیل امیر یمنی متوفی ۱۱۸۲ھ نے اپنی کتاب ''توضیح الافکار'' کے صفحہ ۸۵ پر جواب دیا ہے:

جوابه: إن هذا جهل منهم باللغة العربية لأنه كذب عليه في وضع الأحكام؛ فإن المندوب قسم منها، أي: من الأحكام؛ لأنه ليضمن الإخبار عن الله في الوعد على ذلك العمل بالإثابةوالإخبار بالعقوبة.

یعنی اس گروہ کا یہ استدلال لغت عربی سے ناواقفیت اور جہالت پر مبنی ہے، کیونکہ یہ تو وضع احکام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنا ہے کیونکہ امر مندوب بھی احکام الٰہیہ میں سے ایک حکم ہے، دوسری بات یہ ہے کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عمل پر ثواب ملنے کی خبر دے رہا ہے اسی طرح عذاب کی، حالانکہ یہ خبر جھوٹی ہے اس لئے یہ اللہ تعالیٰ پر افتراء کے مرادف ہے۔

بالفاظ دیگر وضع حدیث میں نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان ہے، بلکہ اللہ جل شانہ پر بھی بہتان ہے (العیاذ باللہ)

تیسری بات یہ ہے کہ جو بندہ ناچیز کہتا ہے کہ یہ کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں تو کیا ہے؟ کیونکہ اگر ترغیب وترہیب کے لئے حدیث وضع کی جائے تو معنی یہ ہوں گے کہ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ترغیب وترہیب کے متعلق ناقص ہیں، حالانکہ حضورؐ کی تعلیمات کے کسی شعبہ کو بھی ناقص نہیں کہا جاسکتا، کیونکہ یہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی تکذیب ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تو اعلان کیا ہے: ﴿اليوم اكملت لكم دينكم﴾ (الآية) اور یہ واضع حدیث ترغیب وترہیب کے باب میں نبی کی تعلیمات کے ناقص ہونے کا مدعی ہے۔

لہٰذا کلمہ علی کی بنا پر ان کی اور ان کے ہمنواؤں کی یہ نکتہ آفرینیاں نہیں چل سکتیں۔

دوسرا جواب امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں دیا ہے:

وهـذ الـذى استـد لوا به غاية الجهالة ونهاية الغفلة وأدل الدلائل على بعد هم من معرفة شيء من قواعد الشرع وخالفواصريح الأحاديث المتواترة وهذا جهل منهم بلسان العرب فان كل ذلك كذب عليه.(صفحه:۸)

ان لوگوں کا یہ استدلال ان کی اعلیٰ درجہ کی جہالت وسفاہت پر مبنی ہے اور قواعد شرعیہ کی ادنیٰ واقفیت سے بے بہرہ اور لگاؤ نہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے اور انہوں نے نہ صرف حدیث کی صریح خلاف ورزی کی بلکہ لغت وزبان عربی سے جاہل ہونے کا ثبوت بھی دیا ہے، کیونکہ یہ سب حضور کے خلاف جھوٹ ہے۔

چوتھی دلیل امام بیہقی کی روایت ہے، جوانہوں نے بسند ذیل نقل کی ہے:

حـدثـنا يحيىٰ بن ادم عن ابن أبي ذئب عن سعيد المقبري عن أبي هريرة أن رسول الله صـلـى الـلـه عـليه وسلم قال: إذا لحدثمتم عني حديثا تعرفونه ولاتنكرونه قلته أولم أقله تـصـدقـوابـه ؛ فإ نى أقول مايعرف ولاتنكر، وإذا حدثتم عني حديثا تنكرونه ولاتعرفونه فلاتصدقوابه فإ نى لا أقول ماينكرولايعرف. (مفتاح الجنة صفحه:١٦)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میری طرف سے تمہارے سامنے میری کوئی حدیث بیان کی جائے جس کو تم بھلا جانتے ہو اور برا نہ سمجھتے ہو تو میں نے کہی ہو یا نہ کہی ہو تو تم اس کی تصدیق کرو کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے، اس لئے کہ میں وہی کہتا ہوں جو بھلی بات ہو اور بری نہ ہو اور جب تمہیں میری طرف سے کوئی حدیث پہنچے جس کو تم بھلی بات نہ سمجھتے ہو بلکہ بری بات محسوس کرتے ہو تو اس کی تصدیق نہ کرو، اس لئے کہ میں کوئی بات نہیں کہتا ہوں جو بری ہو اور بھلی نہ ہو۔

جوابه :بأنه قال البيهقي قال ابن خزيمة :في صحة هذا الحديث مقال لارأيت احداً من عـلـمـاء الـحـديـث يثبت هـذا عـن أبـي هريرة وفي سنده ومتنه اختلاف كثير يوجب الاضطراب منهم من يذكرأ باهريرة ومنهم لايذكره ويرسل الحديث.

ومنهم من يقول في متنه إذارأيتم الحديث عني فأعرضواعلىٰ كتاب الله. وقال البخاري في تاريخه: ذكرأبي هريرة فيه وهم. (مفتاح الجنة، صفحه:١٦)

اس کا جواب یہ ہے کہ بیہقی کہتے ہیں کہ ابن خزیمہ نے کہا کہ اس حدیث کی صحت میں کلام ہے، اس لئے کہ میں نے کسی ایسے عالم حدیث کو نہیں دیکھا جو ابو ہریرہؓ سے اس کو ثابت اور مستند مانتا ہو، علاوہ ازیں اس

کی سند ومتن میں بھی شدید اختلاف ہے، جس سے اضطراب لازم آتا ہے، وہ اضطراب سند یہ ہے کہ بعض تو ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں اور بعض ابو ہریرہؓ کو ذکر نہیں کرتے اور حدیث کو مرسل بیان کرتے ہیں۔

اضطراب في المتن یہ ہے کہ بعض تو مذکورہ الفاظ بیان کرتے ہیں اور بعض إذا رأيتم الحديث فأعرضوا على كتاب الله روایت کرتے ہیں اور امام بخاری اپنی کتاب التاریخ میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ابو ہریرہؓ کا ذکر ہے۔

غرض یہ حدیث شاذ بھی ہے اور مضطرب بھی ہے، لہٰذا یہ قابل استدلال نہیں ہے، پانچویں دلیل یہ پیش کرتے ہیں:

عن عبدالله بن سعيد عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : مابلغكم عني من حديث حسن لم أقله فأنا قلته ....جوابه ، قال البيهقي: هذا باطل والحارث والعزرمي متروكان وعبدالله عن أبي هريرة مرسل فاحش.

(مفتاح الجنة للسيوطي ، صفحه: ١١٨)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اچھی حدیث مجھ سے پہنچے جو میں نے نہ کہی ہو تو سمجھو کہ میں نے کہی ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ بیہقی نے کہا ہے، کہ یہ حدیث سراسر باطل ہے اور اس میں دوراوی حارث اور عزرمی دونوں کے دونوں متروک ہیں اور عبداللہ عن ابی ہریرہ میں بدترین ارسال ہے۔اس لئے یہ ہرگز قابل استدلال نہیں ہے۔

بیان ماسبق سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ امیہ کے یہ دلائل جن کو مضمون نگار نے ذخیرہ احادیث کو زمانہ بعد کا وضع کردہ قرار دینے کے لئے نقل کیا ہے، قطعاً باطل اور بے حقیقت ہیں، نیز وضع حدیث محدثین متقدمین ومتاخرین میں سے کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں، بلکہ حرام اور کبائر اور اقبح قبائح میں سے ہے عام ازیں کہ احکام سے متعلق ہو، یا ترغیب وترہیب سے۔

اس کے باوجود مقالہ نگار موصوف نے اپنی حدیث وعلم حدیث سے ناواقفیت کا ثبوت دینے کے لئے علماء متقدین بالخصوص امام نوویؒ پر یہ الزام لگایا کہ ان کے نزدیک ترغیب وترہیب کے لئے وضع حدیث جائز ہے۔(سبحانک ہذا بہتان عظیم)

لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ محدثین نے تو نہیں، ہاں محقق موصوف نے ضرور امام نووی کی عبارت میں تراش خراش کر کے اپنی کج بینی وکم بینی کا ثبوت دیا ہے۔

اب ہم امام نوویؒ کی پوری عبارت نقل کرتے ہیں تا کہ قارئین خود فیصلہ کرلیں۔

امام نوویؒ نے من كذب عليّ متعمدا الخ والی حدیث کے ذیل میں چند فوائد لکھے ہیں، چونکہ ہمارا بحث مطلب ثانی وثالث سے متعلق ہے، اس لئے ان کو بیان کرتے ہیں:

الثانية: تحريم الكذب على النبي صلى الله عليه وسلم وإنه فاحشة عظيمة وموبقة كبيرة

ولكن لايكفر بهذا الكذب إلا أن يستحلّه هذا هوا المشهور من مذاهب العلماء.

الثالثة :أنه لافرق في تحريم الكذب عليه الصلوة والسلام بين ما كان في الأحكام وماليس فيه حكم ،كالترغيب والترهيب والمواعظ وغير ذلك فكله حرام من أكبر الكبائر وأقبح القبائح بإجماع خلافا للكرامية الطائفة المبتدعة في زعمهم الباطل أنه يجوز وضع الحديث في الترغيب و الترهيب.(شرح نووی، صفحه ۸)

اس حدیث کا دوسرا فائدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے کی حرمت ہے اور یہ کذب انتہائی شرمناک اور بہت بڑا اہلاک کن گناہ ہے، لیکن اس کذب کی بنا پر وہ کافر نہیں ہوگا، حالانکہ وہ اسے حلال سمجھے، یہی علماء سنت کا مشہور مذہب ہے۔

تیسرا فائدہ یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جھوٹ بولنے میں احکام وغیر احکام کا کوئی فرق نہیں، مثلاً ترغیب وترہیب کے لئے بھی وضع حدیث حرام ہے اور اکبر کبائر اور اقبح قبائح میں سے ہے، مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے جن پر اعتماد کیا جاتا ہے، صرف ایک گمراہ باطل پرست فرقہ کرامیہ کا زعم باطل یہ ہے کہ ترغیب وترہیب میں وضع حدیث جائز ہے۔

اس صاف اور صریح عبارت کو ذرا گہری نظر سے دیکھا جائے اور سیاق وسباق کو ملایا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ امام نوویؒ کیا فرمانا چاہتے ہیں اور محقق موصوف کیا سمجھتے ہیں۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

اگر کسی کو عربیت سے معمولی بھی تعلق ہو تو وہ نہیں کہہ سکتا کہ إن هذا كذب له لا عليه امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور محقق موصوف فرماتے ہیں کہ امام نوویؒ کے اپنے بلیغ الفاظ یہ ہیں۔ العیاذ باللہ

☆......☆......☆

تحفۂ خاص
شفائے معدہ
(کورس)
جگر معدہ اور آنتوں کی جامع الفوائد دوا

شفائے معدہ (کورس) سے معدہ کی تیزابیت، ورم معدہ، معدہ اور آنتوں کا زخم (السر)، آنتوں کی سوزش، ورمِ جگر، گردہ ومثانہ کی سوزش اور درد، بھوک کی کمی، معدہ کی جلن، بدہضمی، گیس ٹربل، گھبراہٹ، جسمانی دردیں اور دائمی قبض کا شفا بخش علاج

نوٹ: اگر آپ تندرست ہیں تب بھی یہ کورس کر لیجئے تا کہ بیماری سے بچا جا سکے (قیمتی تحفہ)

حکیم حافظ سید محمد احمد (لاہور)
042-38477326
0332-8477326